کے بغیر اس مقام کا حامل ہو ہی نہیں سکتا اور جو قرآن و سنت کے علم کے بغیر اس کوچہ میں قدم رکھے گا۔ وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی لے ڈوبے گا اس کوچہ کے جتنے باکمال لوگ تھے وہ علم کے اعتبار سے بھی اپنے دور کے چوٹی کے لوگ تھے اور شریعت کی پابندی، فرائضِ دینی کے اہتمام اور اصلاح و انقلاب کے بھی ہر اول دستہ میں شریک تھے۔ کیونکہ تزکیہ باطن، تعلق مع اللہ اور اصلاح ذات کے بغیر کوئی بڑا کام ہو ہی نہیں سکتا، اور اگر کوئی اس کے بغیر اس راہ میں قدم رکھے گا تو اس کا انجام خرابی کی شکل میں سامنے آئیگا۔ امام ابن جوزی نے یہ محسوس کر کے کہ حدیث و فقہ اور تزکیہ و تصوّف کی تفریق کن المناک نتائج کی حامل ہوگی، اس کتاب کو سپرد قلم کیا اور اسکی ترتیب اس طرح رکھی کہ ایک قاری بیک نظر اُن تمام باتوں سے واقف ہو جائے جو کامیاب زندگی گذارنے اور نجاتِ اُخروی کے لئے ضروری ہیں — وہ اپنے دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ

"اے صادق ارادت مند! زندگی کو بامقصد نہ بنانا بہت بڑا المیہ ہے کہ ایک نہ ایک دن موت اس کو آلے گی، اس لئے میں نے ایک ایسی کتاب کا اہتمام کیا جو تیری خلوت کی ساتھی ہو۔"

مزید فرماتے ہیں کہ "ایسی نمازیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور جو شریعت اسلامی کی ہدایات کے برعکس ہیں، وہ کس کام کی! اور اہل تصوّف کے وہ مشاغل و اقوال جن سے کچھ حاصل نہیں اور جو شریعت کی پابندی سے ہٹ کر انہوں نے از خود جمع کئے ہیں، ان کا کیا فائدہ! یاد رکھ کہ وہ عالم جو فقہ و شریعت کی راہ میں جھگڑتا ہے، اور جسے صرف اپنی سرداری کی فکر ہے اس سے بچنا بے حد ضروری ہے اگرچہ قاضی و جج کے منصب پر فائز ہو یا اچھا واعظ و خطیب ہو۔"

اس طرح اس صوفی و زاہد سے بچنا لازم ہے جو جہالت کی وجہ سے اپنی فاسد آراء کو سند بناتا ہے اپنے ہاتھوں کو بوسہ دینے والوں کو محبوب رکھتا ہے، اپنی ذات کے بابرکت ہونے کا اسے زعم ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی علیہ السلام کی سنتوں کو چھوڑ کر اپنی آراء کا پابند ہے۔

یہ دونوں صحیح راہ سے بھٹکے ہوتے ہیں، انہوں نے گودے کو چھوڑ کر چھلکوں پر

قناعت کر لی ہے

اسلاف کرام کا طریقہ جو استقامت علی الدین اور سلامتی کا طریقہ ہے، اس کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے ان اقتباسات یہ واضح ہو جاتا ہے۔ کہ امام ابن جوزی رحمہ اللہ تعالےٰ جھگڑالو عالم اور جاہل صوفی دونوں سے بیزار ہیں اور انہیں وہی لوگ عزیز ہیں جو قرآن وسنت اور شریعت اسلامی سے واقف وآگاہ ہوں اور اس کے ساتھ ہی انہیں صفائے باطن اور دل کا نور حاصل ہو — چنانچہ انہوں نے عبادات، عادات، مہلک چیزیں یعنی منکرات اور نجات بخشنے والی چیزیں یعنی معروفات کے حوالہ سے اپنی کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے اور پھر ہر حصہ ضمنی ابواب میں تقسیم کر کے نہایت خوبی وخوبصورتی سے ایک ایک پہلو پر گفتگو کی ہے۔ وہ فضائل ذکر کرتے ہیں۔ اسرار بتلاتے ہیں اور اسلاف کے واقعات موقعہ بموقعہ نقل کر کے عمل کی ترغیب دیتے ہیں — چونکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں شریعت اسلامی کی معرفت کے ساتھ ساتھ سوز وگداز باطنی سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا اس لئے خشک سے خشک بحث کو اتنا لطیف بنا دیا ہے کہ ہر بات خود بخود دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔ مترجم نے ترجمہ میں خاص چابکدستی کا مظاہرہ کیا ہے، جس پر انہیں داد دینی چاہیئے۔ ہماری خواہش ہے کہ اس کتاب کو ہر چھوٹا بڑا، مرد عورت پڑھے، مساجد میں اجتماعی طور پر پڑھی جائے تربیت گاہوں کے نصاب کا حصہ ہو تاکہ آج کا مادیت گزیدہ انسان حقائق سے آشنا ہو کر اخروی زندگی کے لئے اپنے آپ کو تیار کر سکے۔

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

علمِ فقہ اور عبداللہ بن مبارکؒ: تحصیلِ علمِ فقہ

نصرت علی شبیر

حضرت عبداللہ بن مبارک کی شخصیت گوناگوں خوبیوں اور کمالات کا مجموعہ تھی، اپنے دور کے جملہ مروجہ علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فقہ کی ترتیب وتنظیم کا کام شروع کیا تو آپ ۱۶۱ھ کے اوائل میں عراق آگئے اور ان سے فقہ کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی وفات کے بعد آپ کے شاگردِ خاص حضرت امام زفرؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور ان سے حضرت امام ابوحنیفہ سے مروی کتب نقل کیں۔ جس سے آپ کو فقہ میں بھی خاص تبحرِ علمی حاصل ہوگیا۔ امام زفرؒ کی وفات کے بعد مدینہ کے جید فقیہہ اور عظیم المرتبت محدث حضرت امام مالکؒ اور دوسرے بڑے فقہ کے امام سفیان ثوریؒ سے بھی فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

امام ابوحنیفہ: حضرت عبداللہ بن مبارک کے والد ماجد حضرت ابوحنیفہ کے بہت پہلے کے عقیدت مند تھے جب آپ ابھی بچپن ہی میں تھے تو آپ کے والد آپ کو امام صاحب کی خدمت میں لے آئے، اور شاید اس وقت آپ کی والدہ کا انتقال ہوچکا تھا تو حضرت امام ابوحنیفہ نے آپ کے والد سے یہ الفاظ کہے۔ عبدالعزیز بن رزمہ سے روایت ہے۔ جس کو کردری نے مناقب امام اعظم میں بھی بیان کیا ہے۔

قال سمعت ابي يقول سمعت عبد الله بن مبارك يقول :
نظر ابوحنيفة الى ابى فقال ادت امه اليك الامانة[۲۹۳]

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو کہتے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے میرے والد کی طرف دیکھا اور پھر کہا کہ اس کی والدہ نے تجھے یہ امانت سپرد کی ہے۔

---

[۲۹۳] خطیب بغدادی: تاریخ بغداد: ۱۰/ ۱۵۳ مطبوعہ خطبہ ا عادہ مصر ۱۳۴۹ھ

لما سئل عن بدء هذا الامر له قال کنت یومًا مع اخوانی فی بستان ... فکان هذا اوّل تهدی [۲۹۴]

روایات بالا سے مستنبط ہونے والے نتائج کے آئینہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ بیس اکیس سال کی عمر کے تھے جب حضرت امام ابو حنیفہؒ کی مجلس میں گئے۔ اور یہ آپ کی دینی تعلیم کا ابتدائی دور تھا۔ عراق میں سب سے پہلے ۱۴۱ھ میں آئے۔ آپ نے حصول علم کے لئے سفر شروع کئے جیسا کہ ابن نصری کی روایت پہلے گزر چکی ہے۔ اور آپ نے انہی ایام میں ہی حضرت امام ابو حنیفہ سے فقہ کی تعلیم شروع کر دی۔ یہ تعلیم کا سلسلہ حضرت امام ابو حنیفہ کی زندگی تک رہا۔ آپ کی وفات کے بعد وقتاً فوقتاً جب کبھی کوفہ آئے تو حضرت امام زفر سے امام صاحب کی کتابیں نقل کرتے۔ عطیہ بن اسباط روایت کرتے ہیں۔

"حضرت عبداللہ بن مبارک کی بہن کے ختنہ کا موقع تھا کہ آپ نے بتایا کہ جب کبھی وہ کوفہ آئے تو حضرت امام زفر سے آپ (امام ابو حنیفہ) کی کتابیں مستعار لیتے اور اس طرح انہیں آپ نے کئی بار لکھا۔" [۲۹۵]

ایک اور روایت ہے جس میں آپ فرماتے ہیں۔

قال اختلفت الی البلاد فلم اعلم باصول الحلال والحرام حتی لقیته۔ [۲۹۶]

فرماتے ہیں کہ میں بہت سارے علاقے گھوما۔ مجھے حلال و حرام کی کوئی خبر نہیں تھی حتیٰ کہ میری حضرت امام ابو حنیفہ سے ملاقات ہو گئی۔

اس روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ نے تحصیل علم کے لئے اور جگہوں کے بھی سفر کئے اور پہلے بھی کئی حضرات کی مجالس سے استفادہ کی کوشش کی لیکن کہیں دل نہ لگا اور کوئی دین کا زیادہ علم نہ حاصل کر سکے یہاں تک کہ کوفہ میں آپ کی مجلس میں پہنچے اور ایسے چمٹے کہ پھر آپ کی وفات کے بعد بھی آپ سے مروی علم کے حصول کے لئے کوشاں رہے۔

---

۲۹۴ کردری: مناقب الامام الاعظم: ۱: ۱۶۷: مطبوعہ دائرہ معارف نظامیہ حیدر آباد دکن ۱۳۲۱ھ

۲۹۵ خطیب بغدادی: تاریخ بغداد: ۱۰: ۱۶۸: مطبوعہ مطبعۃ السعادہ مصر ۱۳۴۹ھ

محمد بن حسن بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک فرمایا کرتے تھے

"المحروم من لم یکن لہ حظ منہ" [۲۹۷]

یعنی وہ محروم رہا جسے آپ سے علم کے استفادہ کا موقع نہ ملا۔

ہیثم بن بشیر سے مروی ہے۔ کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن مبارک کی مجلس میں میں نے حضرت امام ابوحنیفہ کا ذکر کیا تو ایک آدمی نے آپ پر کلام کیا اس پر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرمانے لگے۔ تمہارا اُن کے بارے کیا ارادہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے رفعت عطا کی اور اپنے دین کے لئے چن لیا وہ تو رفیع المختار ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کیا آپ نے انہیں دیکھا ہے؟ اگر آپ ان کو دیکھ لیتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کر کے اس امت پر رحمت کی ہے، اور مزید کہا کہ لوگو سن لو! تم لوگ کثرت کے ساتھ ہمارے ہاں آتے ہو جو آپ کی مجلس میں نہیں بیٹھا اور رہا آپ کے مروی علوم پر اس نے نظر نہیں کی تو وہ محروم اور خسارہ میں رہا۔ [۲۹۸]

لیکن خطیب بغدادی نے چند ایسے اقوال اور روایات ذکر کی ہیں جن سے یہ تاثر ملتا ہے کہ آپ آخری ایام میں حضرت امام ابوحنیفہ سے مروی علوم اور آپ کی شخصیت سے بدظن ہو گئے تھے۔

پہلی روایت حسین بن عبداللہ نیساپوری کی ہے۔ فرماتے ہیں :-

"اشہد علی عبد اللہ بن المبارک شہادۃ یسالنی اللہ عنہا انہ قال لی : یا حسین! قد ترکت کل شئ روایتہ عن ابی حنیفہ فاستغفر اللہ واتوب الیہ" [۲۹۹]

یعنی میں حضرت عبداللہ بن مبارک کے ہاں حاضر تھا اور اس حاضری کے

---

۲۹۶ کردری : مناقب الامام الاعظم : ۱ : ۱۰۵ : مطبوعہ دائرہ معارف نظامیہ حیدرآباد دکن ۱۳۲۱ھ

۲۹۷ ایضاً ص۱۰۳

۲۹۸ ایضاً ص۱۰۶

۲۹۹ ایضاً

بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا۔ کہ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا اے حسین! میں نے وہ سب کچھ چھوڑ دیا ہے جو میں نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے اب مغفرت کی دُعا کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

دوسری روایت سلمہ بن سلیمان سے ہے:۔

"قال رجل عن عبد اللہ بن المبارک۔ أکان ابوحنیفہ مجتھداً قال ما کان بخلیق لذالک کان یصح نشیطا فی الخوض الی الظھر ومن الظھر الی العصر ومن العصر الی المغرب ومن المغرب الی العشاء فمتی کان مجتھداً۔ قال وسمعت ابن قدامہ یقول سمعت سلمہ بن سلیمان یقول قال رجل لابن المبارک أکان ابوحنیفہ عالماً قال لا ماکان بخلیق لذالک ترك عطاء واقبل علی ابی العطوف۔" ۳۰۰

فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا کہ امام ابوحنیفہ کیا مجتہد تھے؟ آپ نے فرمایا وہ اس لائق نہیں اس لئے کہ وہ ظہر تک تو احادیث کی باہمی گفتگو میں تصحیح کرتے رہتے تھے اور پھر ظہر سے عصر، پھر عصر سے مغرب اور پھر مغرب سے عشاء تک۔ تو پھر کس طرح مجتہد بنتے۔ سلمہ بن سلیمان اور کہتے ہیں کہ ابن مبارک سے ایک آدمی نے پوچھا کیا ابوحنیفہ عالم تھے فرمایا نہیں آپ اس لائق ہی نہیں اس لئے کہ آپ نے عطا کو چھوڑ کر ابوالعطوف کی مجلس کو اختیار کر لیا تھا۔

تیسری روایت حمیدی کی ہے فرماتے ہیں۔

"سمعت ابن مبارک یقول کتبت من ابی حنیفہ اربعمائۃ حدیث اذا رجعت العراق ان شاء اللہ تعالیٰ محوتھا" ۳۰۱

میں نے ابن مبارک کو کہتے سنا کہ امام ابوحنیفہ سے میں نے چار سو احادیث

---

۳۰۰ تاریخ بغداد: ۱۳: ۴۰۴ ۳۰۱ تاریخ بغداد: ۱۳: ص۴۰۶

پس جب میں واپس عراق جاؤں گا تو اس ذخیرہ کو مٹا دوں گا۔
چوتھی روایت ابراہیم بن شماس سے ہے فرماتے ہیں:
"کنت مع ابن المبارک بالثغر فقال لئن رجعت من ھذہ لاخرجن اباحنیفہ من کتبی"۔ ۳۰۲
یعنی میں حضرت ابن مبارک کے ساتھ لڑائی پر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس لڑائی سے میں واپس لوٹا تو حضرت ابوحنیفہ کو اپنی کتابوں سے خارج کر دوں گا۔
ایک اور روایت انہی ابراہیم بن شماس سے ہے۔
"سمعت ابن المبارک یقول اضربوا علی حدیث ابی حنیفہ وقال الحسن بن ربیع ضرب ابن المبارک علی حدیث ابی حنیفہ قبل ان یموت بایام یسیرہ۔" ۳۰۳
یعنی حضرت عبداللہ بن مبارک کو میں نے یہ کہتے سنا۔ کہ امام ابوحنیفہ کی حدیث سے منہ پھیر لو اور چھوڑ دو۔ حسن بن ربیع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے موت سے پہلے کے ایام حضرت ابوحنیفہ کی احادیث سے منہ پھیر لیا تھا۔ یعنی چھوڑ دیا تھا۔
علی بن اسحاق ترمذی حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول نقل کرتے ہیں۔
"قال ابن المبارک کان ابوحنیفہ یتیمًا فی الحدیث" ۳۰۴
حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں یتیم تھے۔

حضرت امام مالکؒ :- (۹۳ھ - ۱۷۹ھ)

حضرت امام ابوحنیفہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت امام مالکؒ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت امام مالکؒ امام دار الہجرۃ اور امیر المومنین فی الحدیث مانے جاتے تھے۔

---

۳۰۲ تاریخ بغداد : ۱۳ : ص ۴۱۴
۳۰۳ 〃 〃 〃
۳۰۴ تاریخ بغداد : ۱۳ : ص ۴۱۴
۳۰۵ 〃 〃 〃

آپ ان مشہور محدثین میں سے ہیں جنہوں نے فقہ کی ترتیب و تنظیم میں حصہ لیا، اور اس طرح ایک خاص فقہی مکتب فکر کے بانی ہوئے جو آپ کے نام سے ہی مشہور ہوا۔

آپ کی شخصیت تعریف و توصیف سے آپ کو مستغنی کرتی تھی۔ سفیان ثوریؒ ایک دفعہ آپ کی مجلس میں تشریف لائے تو مجلس کی عظمت وجلال اور اسکی شان وشوکت کو دیکھ کر قطعہ نظم فرمایا۔

یأبی الجواب فلا یُراجع هیبتاً   والسّائلون نواکسُ الاذقانِ

(اگر امام مالکؒ جواب دینا چھوڑ دیں تو سب سائل اپنا سر نیچا کئے بیٹھے رہیں اور آپ کی ہیبت سے دوبارہ پوچھ نہ سکیں)

أدب الوقارِ وعزّ السُلطان التقیٰ   فهو المطاعُ ولیس ذا سُلطانِ

(وقار آپ کا ادب کرتا ہے اور آپ پرہیزگاری کی بادشاہت پرعزت کے ساتھ متمکن ہیں۔ عجیب بات یہ تھی کہ آپ کی اطاعت کی جاتی تھی۔ حالانکہ آپ بادشاہ نہ تھے)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مبارک ایک واقعہ روایت کرتے ہیں جس سے آپ کی تادیب حدیثِ رسول جھلکتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"ایک روز میں امام صاحب کی خدمت حاضر ہوا۔ تو آپ روایت حدیث فرما رہے تھے۔ ایک بچھو نے نیش زنی شروع کی تو شاید دس مرتبہ آپکے کاٹا۔ اس تکلیف کے سبب امام صاحب کا چہرہ کچھ متغیر ہو کر مائل بہ زردی ہوتا گیا۔ مگر آپ نے حدیث کو قطع نہیں فرمایا اور نہ کچھ لغزش آپ کے کلام میں ظاہر ہوئی۔ جب مجلس ختم ہوئی اور سب آدمی چلے گئے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ آج آپ کے چہرہ پر کچھ تغیر محسوس ہوتا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا بے شک تمہارا خیال صحیح ہے اور پھر تمام واقعہ ان سے بیان کر کے فرمایا کہ میرا اس قدر صبر کرنا اپنی طاقت اور شکیبائی پر نہ تھا بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا" [۳۰۵]

آپ جید حافظ تھے جو کچھ سن لیتے تھے وہ کبھی بھولتا نہیں تھا۔ ایک لاکھ حدیثیں یاد

---

[۳۰۵] عبدالعزیز محدث دہلوی: بستان المحدثین (مترجم)، ۱:۱۸: مطبوعہ کلام کمپنی کراچی ۱۳۳۴ھ

تھیں۔ جن میں سے صرف دس ہزار احادیث موطا میں روایت کیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک بھی موطا کے راویوں میں سے ایک ہیں۔ حضرت امام مالک جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، ایک ثقہ محدّث ہونے کے ساتھ ایک جلیل القدر فقیہ تھے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی فرمایا کرتے تھے۔

"الائمة اربعة سفیان الثوری، و مالک بن انس، حماد بن زید
و ابن المبارک، [۳۰۶]"

یعنی امام چار ہیں، سفیان ثوری، مالک بن انس، حماد بن زید اور ابن المبارک۔
اسی طرح عبدالرحمٰن بن مہدی کا ایک اور قول ہے۔

"ما رایت رجلا اعلم بالحدیث من سفیان الثوری، ولا
احسن عقلاً من مالک ولا اقشف من شعبه، ولا انصح
لهذه الامة من عبدالله بن المبارک۔" [۳۰۷]

میں نے علم حدیث میں سفیان ثوری، سلیم العقل ہونے میں مالک بن انس،
اور اس امت کی خیر خواہی میں عبداللہ بن مبارک سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا۔

حافظ ابونعیم اصبہانی نے کتاب حلیۃ الاولیاء میں امام مالک کا ذکر کرتے ہوئے سند صحیح کے ساتھ یہ نقل کیا ہے کہ سہل بن مزاحم نے جو اپنے وقت کے عابدوں میں اور عبداللہ بن مبارک جو مرو کے رہنے والے تھے، ان کے دوستوں میں سے تھے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس وقت آپ کا خیر و برکت والا زمانہ گزر گیا ہے اگر ہمارے دل میں دینی کاموں میں کوئی شک و شبہ واقع ہو تو کس شخص سے تحقیق کریں۔ ہمیں اس کا پتہ و نشان بتلایئے آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو جو کچھ مشکل پیش آئے اس کو مالک بن انس سے دریافت کرو۔

غرض اس طرح کے ہزارہا واقعات اور احوال آپ کی فقیہانہ عظمت پر دال ہیں۔ آپ عالم تھے اس لئے علماء کے قدردان تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک جب آپ کی مجلس میں تشریف لے گئے تو اس وقت تک وہ علم کا گراں قدر حصہ پا چکے تھے۔ حدیث و فقہ میں اس قدر دسترس تھی کہ جید علماء آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے فخر محسوس کرتے تھے۔ حضرت امام مالک آپ کی بہت قدر کرتے تھے۔ یحییٰ بن

یحییٰ اندلسی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت امام مالکؒ کی مجلس میں حاضر تھے جب حضرت عبداللہ بن مبارک کے لیئے حاضری کی اجازت مانگی گئی - اجازت دے دی گئی اور حضرت عبداللہ بن مبارک داخل ہوتے - ہم نے دیکھا کہ حضرت امام مالکؒ نے آپ کے لئے تھوڑا تھوڑا دُور کرکے جگہ بنوا کر اپنے پہلو میں بٹھایا - اس سے پہلے ہم نے کبھی بھی کسی کے لئے حضرت امام مالکؒ کو اس طرح تکلّف کرتے نہیں دیکھا - شاگرد درس کی قرأت کر رہا تھا - جب ایک خاص جگہ پہنچا تو حضرت امام مالکؒ نے آپؒ سے پوچھا - کہ آپ کے پاس اس سلسلہ میں کیا کچھ ہے ؟ حضرت عبداللہ بن مبارک نے بڑے دھیمے لہجے میں جواب دیا - اس کے بعد کھڑے ہوتے اور خاموشی سے نکل گئے حضرت امام مالک کو آپؒ کے اس حُسنِ ادب پر بڑا تعجب ہوا، اور پھر ہمیں کہا کہ یہ خراسان کے فقیہہ حضرت عبداللہ بن مبارک تھے - ؎

حضرت سفیان ثوریؒ (۹۷ھ-۱۶۱ھ)

حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت سفیان ثوری سے فقہ کی تعلیم حاصل کی جیسے کہ ابن خلکان لکھتے ہیں -

"وتفقه علی سفیان الثوریؒ ومالک بن انسؒ وروی عنه المعطا" ؎

آپ نے حضرت سفیان ثوری اور مالک بن انس سے فقہ سیکھی اور حضرت مالک بن انس سے موطا کی روایت کی -

---

۳۰۶ ابن ابی حاتم رازی : کتاب الجرح والتعدیل ج ۲ ق ۲ : ۱۸۰ : مطبوعہ دائرہ معارف عثمانیہ حیدر آباد دکن ۱۳۷۲ھ

۳۰۷ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد : ۱۰ : ۱۶۰ : مطبوعہ مطبعۃ السعادہ مصر ۱۳۴۹ھ

؎ ابن حجر عسقلانی : تہذیب التہذیب : ۵ : ۳۸۶ : مطبوعہ دار صادر بیروت (دائرہ معارف نظامیہ دکن ۱۳۲۶ھ)

؎ ابن خلکان : وفیات الاعیان : ۲ : ۲۳۷

حضرت سفیان ثوری اس دور کے ان عظیم الشان محدثین میں سے تھے جنہوں نے فقہ پہ کام کیا۔ اور اس طرح ایک خاص مکتب فکر بن گیا۔ لیکن یہ بہت جلد معدوم ہو گیا۔ حضرت سفیان ثوری کو تیس ہزار کے قریب احادیث حفظ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرمایا کرتے تھے۔

"کتبت عن الف ومائۃ شیخ مافیھم افضل من سفیان"[۱]

میں نے گیارہ سو شیوخ سے استفادہ کیا لیکن کوئی بھی ان میں سے حضرت سفیان ثوری سے افضل نہ تھا۔

محمد بن معتمر روایت کرتے ہیں۔

قال قلت لابی من فقیہ العرب قال سفیان الثوری فلما مات سفیان قلت یا ابہ من فقیہ العرب: قال عبد اللہ بن المبارک۔[۲]

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ عرب کے فقیہہ کون ہیں تو فرمانے لگے سفیان ثوری اور جب حضرت سفیان ثوری وفات پا گئے پھر میں نے پوچھا تو جواب دیا کہ عبداللہ بن مبارک۔ عبدالرحمٰن مہدی فرماتے تھے کہ امام چار ہیں۔ سفیان ثوری، امام مالک بن انس، حماد بن زید اور عبداللہ بن مبارک۔

حضرت سفیان ثوری اپنی اس قدر جلالت کے باوجود حضرت عبداللہ بن مبارک کو مشرق و مغرب کے عالم کہتے ہیں اور فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں اپنی زندگی کے تین دن بھی حضرت عبداللہ بن مبارک کی طرح گزار سکتا۔ عمران بن موسی طرسوسی سے روایت ہے کہ حضرت سفیان ثوری کے ہاں ایک آدمی آیا اور ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس آدمی سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے تو اس نے جواب دیا کہ اہل مشرق سے ہوں۔ آپ نے حیرت سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس مشرق کے علماء میں سے سب سے بڑے عالم نہیں ہیں؟ اس نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ تو فرمانے لگے کہ عبداللہ بن مبارک جو علمائے مشرق میں سب سے بڑھ

---

[۱] ذہبی: تذکرۃ الحفاظ: ۱: ۱۹۰

[۲] ابن ابی حاتم رازی: کتاب الجرح والتعدیل: ج۲ ق۲: ۱۷۹: مطبوعہ دائرہ معارف عثمانیہ حیدر آباد دکن ۱۳۷۲ھ